OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-4058
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 127-148

اسلامی قانون کی روحانی تعبیر

Spiritual Interpretation of Islamic Law

Salah-Ud-Din

Chairman, Department of Humanities, Lasbela University of Agriculture, Water and Marine Sciences

Sabir Ali

Lecturer, Islamic Studies, Lasbela University of Agriculture, Water and Marine Sciences

Abstract

For the organization of human society and comprehensive legislation, Islamic law, on the one hand, binds criminals to good principles for the prevention of crime in society, and on the other guides the scholars and saints for morality, worship and self-purification. They are busy day and night for the sake of Allah and interpret and spread the message of Allah to His servents all over the world according to the conditions and events of the world and establish a relationship with their Lord. As a result of the efforts and hard work of these religious scholars, a pure group and a better society can be formed. This is the real success of Islamic law. Secular laws can temporarily ban crimes, but these sins cannot be eradicated.

Keywords: Islamic Law, Saints, Religious Scholar, Morality, Self Purification, Secular Law, Comprehensive Legislation.

روحانی تعبیر کا مفہوم

اسلامی قانون کی تشکیل انسانی معاشرے کی تنظیم اور جامع قانون سازی کے واسطے ایک طرف معاشرے میں جرائم کی روک تھام کے لئے مجرموں کو نیک صالح اصولوں کا پابند بناتا ہے تو دوسری جانب اخلاقیات، عبادات اور طہارت تزکیہ نفس کے حوالے سے ان کی تعلیم و تربیت کرتا

ہے جن پر چل کر وہ نیک اور کامیاب انسان بنتے ہیں، اور قانون کی اصل کامیابی یہی ہے کہ وہ جرائم کاسد باب کر کے بدی اور برائی کی جڑ کاٹ دے، دنیاوی اور وضعی قوانین سے جرائم پر وقتی پابندی عائد کی جاسکتی ہے، مگر ان گناہوں کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جاسکتا ہے، اور اسلامی قانون کی کامیابی ہی یہی ہے کہ وہ طہارت اور تزکیہ نفس کے باعث ان جرائم کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔[1]

اسلامی قانون فقہ اور تصوف کے باہمی ربط کا تجزیہ

مشروعیت علیا کا رنگ خدا کی حاکمیت مطلقہ (Absulute Divine Sovereignty) سے پھوٹتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے اختیار تشریع (Power of Legislation) سے پنپتا اور امت کی وحدت فکر و عمل (Unity of Faith and Practice) میں جھلکتا ہے۔ مشروعیت علیا کا یہ حقیقی رنگ جو عبدیت، اطاعت اور وحدت جس کے اثرات جب انسانی زندگی کے تمام انفرادی واجتماعی دائروں میں پھیلتے ہیں تو اس سے معاشرے میں فقہ اسلامی کا نفاذ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ریاست کے انتظامی جبر یا کسی اور قوت نافذہ کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ ہر انسان خود ہی اپنے داخلی محرکات کے تحت اسے اپنانے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی شعوری کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ فقہی احکام بلاواسطہ رعایا کے دل ودماغ پر چھا جاتے ہیں اور ان کے نفس وخمیر کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر قانون، اخلاق سے ہمکنار ہوتا ہے، فقہی نظام، تصوف میں ڈھلتا ہے اور انسان طریقت کی وادیوں میں قدم رکھتا ہے۔[2]

لغوی تحقیق

روحانیت کے لئے عمومی طور پر مسلمانوں کے لٹریچر میں تصوف کی اصطلاح مستعمل ہے جس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس سے مشتق ہے۔ وہ الفاظ جس کے بارمیں کہا جاتا ہے کہ تصوف ان سے ماخوذ ہے، صَفَا، صف، صفہ، صوف، صفو، ان الفاظ کی مختلف معانی اور تصوف کے ساتھ اس کی مطابقت کو ذکر کیا جاتا ہے، جبکہ قول راجح یہ ہے کہ یہ لفظ عربی زبان کے لفظ صوف سے مشتق ہے۔[3]

صوفی کی وجہ تسمیہ

صوف ایک ایسی چیز ہے جو پہلے مسلمان صوفیہ بطور لباس استعمال کرتے تھے اس لیے لوگ انہیں صوفی کہنے لگے۔ چنانچہ شیخ ابو نصر سراجؒ اپنی مشہور تصنیف "کتاب اللمع" میں لکھتے ہیں

:صوفیہ اپنے ظاہری پوشاک کی وجہ سے صوفی کے نام سے مشہور ہوئے اور وہ لوگ اون کا لباس اس لیے زیب تن کرتے تھے کہ اون کا لباس پہننا، اکثر وبیشتر نبیوں، ولیوں اور اور اللہ کے برگزیدہ ہستیوں کا امتیازی شان رہا ہے۔(4)

تصوف کے root meaning کے بارے میں اانسائیکلوپیڈیا آف امریکا لکھتا ہے:

Its name is derived from the Arabic word "Suf" for wool the material used by the early Muslimmystics for clothing.(5)

تصوف کے اصطلاحی معانی

اصطلاحاً تصوف کی تعریف اور تشریح وتوضیح کے بارے میں صوفیا کرام کے متعدد اقوال ہیں، جن میں درج ذیل باتیں مشترک ہیں:

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صوفی بروزن فوعل مصافات سے لیا ہے جس کے معنی اس آدمی کے ہیں جس کو اللہ نے صاف کر لیا ہو" یعنی قلبی صفائی حاصل کرنے کا نام تصوف ہے۔ مزید لکھا: تصوف یہ ہے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلق ہو" گویا تصوف نیت کے صاف ہونے اور بندوں سے خوش خلقی سے پیش آنے کا نام ہے۔ اسلام میں جیسا کہ حقوق کی دو اقسام ہیں: حقوق اللہ اور حقوق العباد: اللہ کی عبادت کرنے میں اخلاص ہونا اور بندگان خدا کے حقوق میں سے ایک ان کا حق یہ بھی ہے کہ ان سے خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے، یہی تصوف ہے۔

حضرت علی عثمان الہجویریؒ نے ذکر کیا کہ حضرت مرتعشؒ فرماتے ہیں: "التصوف حسن الخلق" تصوف نیک خصائل کا نام ہے۔ امام غزالی کے نزدیک تصوف سے مراد اللہ تعالی کے لئے دل کو خالی کرنا اور اللہ کے ماسوا کو دل میں جگہ نہ دینے سے عبارت ہے، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ دل اور باقی تمام اعضاء کا عمل کی طرف پلٹنا۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے: الطریقۃ والشریعۃ متلازمۃ، طریقت اور شریعت لازم وملزوم ہیں۔(6)

تصوف اصل میں اپنے نفس کو خواہشات دنیوی سے محفوظ رکھنے کا ہی نام ہے۔ اور اسی کو تزکیہ نفس کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى﴾(7)

بے شک جس نے اپنا باطن صاف کر لیا وہ کامیاب ہو گیا، اور جس نے اپنے رب کا نام ذکر کیا، پھر وہ نماز پڑھتا رہا، بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت ہی بہت عمدہ اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔(8)

قرآن مجید نے "تدسیہ" کا لفظ تزکیہ کے متضاد کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کے معنی ڈھانپ لینا۔ چھپانا وغیرہ ہیں۔ اصطلاحی طور پر کفر و معصیت سے نفس کو ڈھانپ دینا تدسیہ کہلاتا ہے۔(9) جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾(10)

(اور جس نے اسے (نفس) کو خاک میں ملا دیا وہ خسارے میں رہا۔)

نفس اگر ایک طرف روحانیت کی طرف مائل ہوتا ہے، اپنے رب کے سامنے بندگی و عاجزی اختیار کرتا ہے تو دوسری طرف نفسانی خواہشات اور لہو ولعب کی طرف جھک کر بغاوت اور سرکشی کی صورت میں انسان کو مختلف فتنوں میں بھی رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نفس کے اندر پیدا ہونے والی بری خواہشات اور باغیانہ خیالات، جو کہ انسان کو اپنے رب سے دور کر کے اسے اس کے مقصد تخلیق سے غافل کر دیتے ہیں، سے بچنے کے لئے تزکیہ نفس و تہذیب نفس پر بہت زور دیا گیا ہے۔(11)

اسلامی قانون میں تزکیہِ نفس کی ضرورت

تزکیہ نفس کا مقصد ہے بنی نوع انسان کو ظاہری و باطنی نجاستوں و غلاظتوں سے پاک کرنا، ظاہری نجاستوں سے تو عام مسلمان واقف ہیں، باطنی نجاستیں کفر و شرک، غیر اللہ پر اعتماد، فاسد اعتقاد، تکبر، حسد، بغض، کینہ، حرص، طمع، ریاکاری، اور حبِ دنیا ہیں۔ اگرچہ علمی طور پر قرآن وسنت کی تعلیم میں ان سب چیزوں کا بیان آگیا ہے، لیکن تزکیہ کو آپ ﷺ کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح نظری اور علمی طور پر حاصل ہو جانے سے اس کا استعمال اور کمال حاصل نہیں ہوتا، جب تک کسی مربی کے زیر تربیت رہ کر اس کی مشق کر کے عادت نہ ڈالی جائے، سلوک وتصوف کا اصلی مقصد یہی ہے کہ کسی کامل مرشد کی صحبت میں رہ کر قرآن وسنت پر صحیح طریقے سے عمل کی عادت ڈالی جائے۔(12)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعہ جو قانون لوگوں کو دیا گیا ہے بنیادی طور پر اس کے تین حصے ہیں، جس میں سے ایک تزکیہ نفس ہے۔ تزکیہ نفس، اصلاح باطن اور اخلاقیات کا باب، جس میں انسان کو اعلی اخلاقیات سے متصف ہونے کا حکم ہے اور فاسد اخلاقیات کی آلودگی سے بچنے کا حکم ہے، انسان کو بنیادی طور پر کیسا ہونا چاہئے اور اجتماعی زندگی میں اس کے کیا فرائض ہیں؟ اس سے بحث کی گئی ہے، انسان کو رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ شرافت و کمال کے اعلیٰ اقدار کو اختیار کرے، اور حیوانی رذائل سے اپنے آپ کو پاک کرے۔

اعلی اقدار مثلاً صداقت، ایفائے عہد، امانت و دیانت، شجاعت و بہادری، جود و سخا، صبر و تحمل، عفو درگزر ایثار واحسان، والدین اور اقرباء کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی، پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت، نیکی کے کاموں میں تعاون، کمزور اور ضعیف لوگوں کے ساتھ محبت و ہمدردی، فقراء و مساکین کی مدد، انسانیت سے محبت وغیرہ، حیونی رذائل اور قلبی امراض مثلاً جھوٹ خیانت، بددیانتی، بزدلی، تکبر وخودپسندی، انانیت، بزدلی، بخل و تنگ نظری، ریا و نمائش اور منافقت و مکاری وغیرہ۔ (13)

اسلامی قانون کی روحانی تعبیر سے متعلق قرآنی آیات

نفوس انسانی کے تزکیہ کے لئے اللہ نے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری کیا۔ اور کتابیں نازل فرمائیں۔ سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت کے لئے جو دعا فرمائی اس میں اصلی غایت یہی بیان فرمائی ہے کہ آپ لوگوں کا تزکیہ کریں:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾ (14)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے مطابق جب آنحضرت کی بعثت ہوئی تو اللہ نے بھی آپ کی بعثت کے مقاصد کا حوالہ ان الفاظ میں دیا ہے۔

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (15)

یہی بات سورہ جمعہ کی آیت ۲۰ میں کہی گئی ہے اور اسی بات کو اللہ نے مومنین پر اپنا احسان قرار دیا ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (16)

ان آیات میں تزکیہ کے ساتھ تلاوتِ کتاب اور تعلیم کتاب و حکمت بھی اسی اہمیت کے ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔(17)

آنحضور ﷺ کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اصلی اسی چیز کو قرار دیا گیا جیسے فرمایا:

﴿اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ تَزَكَّى﴾(18)

قرآن مجید اس حقیقت پر بھی شاید ہے کہ فلاح و نجات آخرت کا انحصار بھی تزکیہ نفس پر ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾(19)

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾(20)

ظاہر ہے کہ جب آخرت میں انسان کی نجات فلاح تزکیہ حاصل کرنے پر منحصر ہوئی تو انبیاءؑ کا، جو انسانیت کے نجات دہندہ کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث کیے جاتے ہیں، اصلی کام یہی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ نفس کریں اور ان کو حصول تزکیہ کے طریقے بتائیں۔ اس بحث سے جو بنیادی بات واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ ہی تزکیہ نفس کا منبع و مصدر رہے۔(21)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾(22)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، اس امید پر کہ تم متقی (پرہیز گار) بن جاؤ۔(23)

قرآن مجید کا مقصد اپنے قارئین اور ماننے والوں کو تقویٰ کی دولت سے سرفراز کرنا ہے اور تصوف میں اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جو طریقے اختیار کیے گئے ہیں انکی طرف قرآن کریم میں واضح اشارات ملتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ متقی تو اصل میں اولیاء اللہ ہیں لیکن لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ فرمان ربی ہے:

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾(24)

اہل تصوف کی خصوصیت ذکر کرنے کے بعد قرآن مجید نے یہ نوید بھی سنائی کہ قربت الٰہی کا اعزاز بھی انہی کو حاصل ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾(25)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

تقویٰ حاصل کرنے کے بعد حب الٰہی بھی حاصل ہو جاتا ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾(26)

بے شک اللہ متقین کو پسند فرماتا ہے۔(27)

ذکر اور شکر دو ایسے فضائل ہیں جو اہل تصوف کے پاس وافر ہوتے ہیں اور انہی دو کو زیادہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾(28)

(تم مجھے یاد کرو میں تمہیں کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میرا انکار مت کرو۔)

ذکر الٰہی ہی اصل میں وہ دولت ہے جو اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں کے پاس ہوتی ہے جس سے ان کے دل حب الٰہی سے منور ہوتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کی یاد بسیرا کر لیتی ہے تو پھر کوئی بھی دنیاوی کاروبار انہیں ذکر الٰہی سے غافل نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ﴾(29)

تا کہ اللہ انہیں ان کے بہترین کاموں کی جزا دے، اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے، اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

تزکیہ نفس ہی صوفیہ کا اوڑھنا اور بچھونا ہوتا ہے اسی کی عملی تصویر ہوتے ہیں اور اسی کی تبلیغ ان کا مقصد اور منزل ہوتی ہے انسان کے لئے تزکیہ نفس ایک ایسی مطلوبہ نعمت و رحمت ہے جس کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور قرآن کی تلاوت کا انتخاب کیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾(30)

وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے (عظیم) رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔(31)

آیات قرآنیہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ذکر الہٰی، تزکیہ نفس، سکون قلب قربت الہٰی، معیت الہٰی، تقویٰ، صبر وشکر اور دنیا وآخرت ہی انسان کی فانی زندگی کی کامیابی کے لئے ضروری ہیں جن کی تاکید بھی قرآن مجید نے کی اور یہی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔(32)

اسلامی قانون کی روحانی تعبیر سے متعلق احادیث

عن ابي موسى رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:" مثل الذي يذكر ربه والذي لا يذكر ربه، مثل الحي والميت"(33)

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔"

آپ ﷺ تزکیہ نفس کے لئے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما، اس کو پاکیزہ کر، تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا ولی اور مولیٰ ہے۔

اشهد على ابي هريرة وابي سعيد الخدري انهما شهدا على النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: " لا يقعد قوم يذكرون الله عز وجل إلا حفتهم الملائكة، وغشيتهم الرحمة، ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده "(34)

حضرت ابوہریرۃ اور ابوسعید خدریؓ دونوں نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الہٰی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں کرتا ہے۔

عن ابي يعلى شداد بن اوس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" الكيس من دان نفسه , وعمل لما بعد الموت , والعاجز من اتبع نفسه هواها , ثم تمنى على الله" (35)

ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرتا ہے، اور

عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی توقعات رکھتا ہے۔

حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا(روز قیامت)اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں سے ایسے شخص کو نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا کسی مقام پر (بھی) مجھ سے ڈرا۔ حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔

حضور ﷺ نے سب سے زیادہ قابل رشک دوست اس کو قرار دیا جو عبادت گزار ہو خاموشی اور پوشید گی سے اطاعت شعار ہو ،حدیث میں ہے :حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک دوست وہ مومن ہے جو قلتِ مال (کی وجہ سے) ہلکے بوجھ والا ہو، نماز سے لطف لینے والا، اپنے رب کا بہترین عبادت گزار ہو، خاموشی اور پوشید گی کے ساتھ اپنے رب کی اطاعت کرتا ہو۔ لوگوں سے مخفی ہو، اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھتی ہوں، حسب ضرورت روزی میسر ہو اور اس پر وہ صابر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو زمین پر مارتے ہوئے فرمایا: اس کی موت قریب آچکی ہے۔ اس پر رونے والی عورتیں کم ہوں گی اور اس کا ترکہ بھی قلیل ہو گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کے نیک بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔:(36)

اسلامی قانون کی روحانی تعبیر و تشریح میں صوفیہ کا کردار

حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی زندگیوں میں زہد و تقوی کے جو نمونے تھے وہ نسل در نسل امت میں منتقل ہوتے رہے۔ تیسری صدی ہجری تک ایک مسلسل طرز عمل رہا ہے جس کی شعاعیں امت مسلمہ کی اجتماعی زندگی میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ تیسری صدی میں جو تصوف ظہور پذیر ہوا اس کی اساس انہی ربانی شخصیتوں کا عمل ہے جو تزکیہ نفس کے مثالی کردار کے طور پر جلوہ فگن رہیں۔ تزکیہ نفس کے اس استحکام نے غیر معمولی شخصیتیں پیدا کیں ہیں۔ عبدالرحمٰن السلمیؒ (۴۱۲ھ)ابو نعیم اصفہانیؒ (۴۳۹ھ) عبدالکریم القشیریؒ(۴۶۵ھ)ابوالحسن علی ہجویریؒ (۴۶۵ھ)ابو حامد الغزالیؒ(۵۰۵ھ)فریدالدین عطارؒ(۶۲۰ھ) معین الدین اجمیریؒ(۶۳۳ھ) ابوالحسن شاذلیؒ(۶۵۶ھ)جلال الدین رومیؒ(۶۳۳ھ)بہاء الدین نقشبندؒ(۶۹۱ھ)مجدد الف ثانیؒ

(۱۰۳۳ھ) شاہ ولی اللہؒ (۱۱۷۴ھ) وغیرہ صرف چند نام ہیں۔ ان کے کام کا جائزہ لینے سے اندازہ ہو گا کہ امت کے استحکام میں انہوں نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اس نے ہمیشہ لوگوں کی رہنمائی ورشد وہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے، اب چونکہ یہ سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ اس لئے علماء کرام اور اولیاء عظام بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لئے روز وشب مصروف عمل ہیں، انہی علماء کرام وبزرگان دین کی کاوشوں اور انتھک محنت کے نتیجے میں ایک پاکیزہ گروہ اور بہترین معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو ہمیشہ تمام بنی نوع انسانوں کے رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق مصروف عمل رہتا ہے، انہی خصوصیات سے متصف گروہ کو اہل اللہ کہتے ہیں جو دنیا کے حالات وواقعات کے مطابق پورے عالم میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اور بندے کو اس کے رب سے جوڑتے ہیں، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا عملی نمونہ بن کر اس کی سنتوں کو عملی طور پر اختیار کر کے تمام انسانوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے اور ان کی اصلاح کرتے ہیں۔(37)

قرآن وحدیث میں مذکور تزکیہ نفس کی ضرورت واہمیت اور فوز وفلاح اخروی کا معیار اول وآخر ہونے کی بناء پر ہر دور کے مسلمان مفکرین، علماء اور خاص طور پر صوفیاء کرام نے اس کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اپنے اقوال وارشادات اور عملی نمونہ کے ذریعہ تزکیہ نفس کی ضرورت وافادیت اور نتائج واثرات پر روشنی ڈالی ہے۔(38)

علماء کرام اور اولیاء عظام تبلیغ اور خدمت خلق کی صورت میں ہر دور اور ہر معاشرے میں امن وامان کو مستحکم کر کے اخوت وبھائی چارہ کی فضا قائم کرتے رہے ہیں۔(39)

حضرت عمرؓ کا قول ہے: تم اپنے نفوس کا محاسبہ کر لو قبل اس کے تمہارا محاسبہ کیا جائے اور سب سے بڑی بارگاہ میں حاضری کے لیے تیاری کر لو۔ قیامت کے دن صرف اسی کا حساب آسان ہو گا جس نے دنیا میں اپنے نفس کا حساب کیا ہو گا۔(40)

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں کیچڑ تھی۔ ایک جگہ آپ کی پاؤں کی ٹھوکر سے کیچڑ اڑ کر ایک شخص کے مکان کی دیوار پر جا لگی۔ یہ دیکھ کر آپ بہت پریشان ہو گئے کہ اگر کیچڑ اکھاڑ کر دیوار صاف کی جائے تو خدشہ ہے کہ دیوار کی کچھ مٹی بھی اتر جائے گی اور اگر اسی طرح رہنے دیا جائے تو دیوار خراب ہوتی ہے۔ آپ اسی پریشانی میں تھے کہ صاحب خانہ کو بلایا گیا، اتفاق سے وہ شخص مجوسی تھا اور آپ کا مقروض بھی تھا، آپ کو دیکھ سمجھا کہ

شاید اپنا قرضہ مانگنے آئے ہیں، پریشان ہو کر عذر اور معذرت پیش کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ " قرض کی بات چھوڑیں مجھے تو فکر لاحق ہے کہ آپ کی دیوار کیسے صاف کروں، اگر کیچڑ کھرچوں تو خطرہ ہے کہ دیوار سے مٹی بھی اتر آئے گی اور اگر نہ کھرچوں تو تمہاری دیوار گندی نظر آئے گی" یہ عظیم اخلاق دیکھ کر وہ مجوسی بے ساختہ کہنے لگا "حضرت دیوار کو بعد میں صاف کیجیے گا، پہلے مجھے کلمہ پڑھا کر میرا دل پاک وصاف کر دیں۔ المختصر وہ مجوسی امام صاحب کے عظیم اخلاق و کردار کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔ (41)

امام غزالی نے آیات قرآنیہ:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾(42)

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے، سو کسی شخص پر بالکل ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (43)

﴿وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ﴾(44)

اور کسی کا عمل رائی کے دانہ برابر بھی ہو اتو ہم اس کو آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں۔ (45)

﴿ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾(46)

پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (47)

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ﴾(48)

وہ دن جس میں ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکی کو بھی حاضر پائے گا اور اپنی کی ہوئی برائی کو بھی۔ (49)

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ﴾(50)

اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ سو اس سے ڈرتے رہو۔ (51)

وغیرہ درج کر کے لکھا ہے کہ جملہ عبادات میں سے ارباب بصائر نے (ان آیات کی روشنی میں) جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کی تاک میں ہے اور روز آخرت ان کا مناقشہ کیا جائے گا

اور ایک ذرہ کے برابر بھی ان کے عمل کو بغیر حساب کے نہیں چھوڑا جائے گا اور یہ بات وہ یقینی طور پر جان گئے کہ ان چیزوں سے نجات ممکن نہیں الا یہ کہ نفس کا محاسبہ کیا جائے کیونکہ جو کوئی نفس سے حساب لیے جانے سے قبل اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے گا تو روز قیامت اس کا حساب ہلکا ہو گا اور اس سے جواب بن پڑے گا اس کے برعکس جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے گا ہمیشہ پچھتائے گا اور آخرت میں رسوا ہو گا۔[52]

پانچویں صدی ہجری تک عالم اسلام میں سیاسی و فکری ضعف اور کمزوری اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی، عہد اموی میں جاہلیت کی رجعت اور بعد کے ادوار میں خلق قرآن، اعتزال، فلسفہ ملحدانہ اور باطنیت کے فتنوں نے اہل اسلام کے خواص و عوام اور عملی بے راہ روی کے بیج بو دیئے تھے۔ سابقہ صدیوں میں بھی مصلحین امت (مجددین امت) نے عظیم تجدیدی کام کیا۔ تاہم چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی ہجری کے نصف اول میں حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، تاریخ اسلام کے دو نہایت جلیل القدر، عظیم المرتبت اور بلند پایہ مصلحین امت کے طور پر ابھرے۔

امام غزالیؒ کی فکری تحریک سے اگرچہ تشکیک والحاد کے فتنے کا سد باب ہو گیا تھا، لیکن مسلمانوں کی اکثریت میں بے یقینی واضطراب کی کیفیت تھی اور اسلامی تعلیمات پر عمل کے روگ کا مداوا بھی باقی تھا اور یہ عظیم کارنامہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بہت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا، جنھوں نے اپنے اصلاحی تحریر و تقریر کے ذریعے اس مقدس کام کو بہت مؤثر بنایا، جس کے اثرات عظیم اصلاحی تحریکوں سے بھی بڑھ کر ثابت ہوئے، جس کی وجہ سے آپ کی مجلس برخاست ہونے سے قبل ہی کئی کئی لوگ آتے اور اسلام قبول کرتے اور یہ سلسلہ چار دہائیوں پر مشتمل رہا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے درس و تدریس، افتاء، تصنیف و تالیف اور خانقاہی تربیت کے ساتھ ساتھ آپ نے عامۃ الناس کی اصلاح کے لئے وعظ و تبلیغ اور اصلاح و ہدایت کے مقدس کام کی طرف توجہ فرمائی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ جب ۵۲۰ھ بمطابق ۱۱۲۷ء جب آپ نے وعظ و تقریر کی ابتدا کی تو بہت کم وقت میں بغداد کی آبادی کا بڑا حصہ آپ کے دست مبارک پر توبہ سے مشرف ہو کر ہدایت یافتہ بن گیا۔[53]

حضرت شیخ ابوالحسنؒ کا ارشاد ہے اللہ تعالی کی دوستی کی علامت اس کے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت و پیروی ہے۔[54] حضرت شیخ ذوالنونؒ (متوفی ۲۰۵) فرماتے ہیں کہ خدا کی

محبت کی علامت یہ ہے کہ تو خدا کے حبیب ﷺ کی اخلاق، افعال اور امر و سنت میں پوری اتباع کرے۔[55]

حضرت سلطان باہوؒ(۱۰۳۹ـ۱۱۰۲ھ) اتباع دین کے متعلق فرماتے ہیں کہ "اگر کسی شخص کا ایک فعل بھی شریعت محمدی کے خلاف ہے تو وہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ہے۔ اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے۔[56] حضرت عبد اللہ منازلؒ(متوفیٰ ۳۳۲) نے فرمایا کوئی اپنے فرائض ترک نہیں کرتا بجز اس کے وہ سنتوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور یہ فرائض کے ترک کرنے کا سبب ہوتا ہے اور جو سنتوں کے ترک کرنے میں مبتلا ہوتا ہے وہ جلد ہی بدعتوں میں پھنس جاتا ہے۔[57] شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں "صوفیہ کی سب سے بہترین اخلاقی صفت خلق تحمل وبرداشت اور مدارت ہے تحمل سے نفس کا جوہر کھلتا ہے"[58] نظام الدین اولیاءؒ فرمایا کرتے تھے کہ کل قیامت کے روز سب سے بڑا اجر وانعام اس کو ملے گا جس نے مسلمانوں اور تمام لوگوں کی خوشی کے لئے کام کیا۔[59] شیخ نصیر الدین محمودؒ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ کی مطابقت قول، فعل اور ارادہ میں ہر طرح سے کرنی چاہیے تا کہ حق تعالیٰ کی محبت دل میں قرار پکڑے۔[60] خواجہ بہا الدین محمد نقشبندؒ نے فرمایا "سنت نبوی پر چلنا بہت بڑا کام ہے۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ کا اتباع اور صحابہ کرام کی اقتدا یہ دونوں مختصر کام ہیں، لیکن اس سے نفع عظیم ہوتا ہے۔"[61]

روحانیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

موجودہ دور میں تصوف اور تزکیہ کے نام پر صوفی پن کا ڈھونگ رچا کر صحراؤں اور بیابانوں میں نکل جانے اور اسلام کے طہارت و پاکیزگی کے شرعی اصولوں کو پس پشت ڈال کر لوگوں کی نظروں میں اپنے لئے متبرک مقام کا طالب ہے، جبکہ ابو سعید ابوالخیر سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے فرمایا مکھی اور چیلیں بھی اڑتی ہیں کسی نے کہا فلاں شخص ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچ جاتا ہے شیخ نے کہا شیطان بھی ایک لمحے میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے، شیخ نے کہا ایسی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ سچا صوفی وہ ہے جو خدمت خلق کرے، خلق خدا کے بیچ زندگی بسر کرے ان کے ساتھ لین دین کے معاملات ان سے اچھا میل جول رکھے۔[62]

صوفیاء کی آراء سے اس بات ثبوت کا نہیں ملتا کہ اسلام ترکِ دنیا کا قائل ہے۔ نفس کی مخالفت سے مراد یہ نہیں کہ اس کی بنیادی ضروریات ہی پوری نہ کی جائیں اور مختلف ریاضتوں اور مشقتوں کے ذریعہ اس کو اذیت میں مبتلا کیا جائے۔ تزکیہ نفس محض اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ

انسان نفسیاتی خواہشات کا غلام بن کر نہ رہ جائے اور اس کا قلب دنیاوی آرزوؤں کی تکمیل اور حیوانی جذبات کی تسکین کے پیچھے ہی نہ پڑا رہے، بلکہ انسان اس کائنات ارضی میں اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانتے ہوئے اپنی تخلیق کے مقاصد اصلیہ پر نظر رکھے اور ان کے حصول کی ہر ممکن کوشش کرے اور اس ضمن میں ایمانیات سے عبادات تک اور اخلاقیات سے معاملات تک اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھائے۔ اسلام میں روحانیت نام ہے دین اور دنیا کے امتزاج اور دونوں میں توازن رکھنے کا، اگر دونوں میں توازن قائم نہ رکھا جائے تو انسان روحانیت کی طرف بھی گامزن نہیں ہو سکتا جو کہ درحقیقت تزکیہ نفس کی منزل مقصود ہے۔(63)

پاکستان اور کشمیری معاشرہ میں اسلامی قانون کی روحانی تعبیر کی ترویج میں صوفیہ کا کردار

ابو صبیحؒ اور ابو ترابؒ جیسے صوفیاء کرام نے آٹھویں صدی میں بر صغیر کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور مسلم تہذیب و ثقافت کے خدوخال واضح کیے، جبکہ رفتہ رفتہ یہ نظام مستحکم ہوا اور گیارھویں صدی میں صوفیہ کے خانقاہی نظام نے مقامی فکر اور سیاست و معاشرت پر گہرے اثرات مترتب کیے اور دیگر مذاہب، اقوام اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان سماجی اور معاشرتی رویوں کو رواج دیا، بر صغیر اور پاکستان کی تاریخ میں تصوف اور تزکیہ نفس کی اشاعت و ترویج میں سید علی ہجویریؒ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اعتدال پسندی اور راسخ الاعتقادی کے درمیان توازن قائم کیا جس کے بعد میں آنے والے صوفیہ پر گہرے اثرات پڑے۔(64)

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد　　　زاغوں کے تصرف میں، عقابوں کے نشیمن(65)

رحمان بابا جو پشتو زبان کے صوفی شاعر سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بھی اپنے اشعار میں اصلاح اور اخلاق کا درس دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

کر دگلو کڑہ چی سیمہ دے گلزار　　　از غی مہ کنہ پہ خپو کی بہ دی خار شی
کہ بل بد کاندی تہ ورسرہ خہ اوکہ　　　ہر یو نخل چی میوہ لری سنگسار شی(66)

پھولوں کی کاشت کیا کرو تا کہ تمہارے راستے پھولوں سے بھر جائے، کانٹے مت بویا کرو کہیں اپنے ہی پاؤں میں چبھ جائیں گے۔ اس کے ساتھ بھی اچھائی کا معاملہ کرو جو تمہیں دکھ پہنچائے کیونکہ پھل دار درخت ہی سنگسار ہوتا ہے۔

مطلق العنان سلطنتوں میں بادشاہ کی ذات ہی کل اختیارات کا سرچشمہ ہوتی ہے، اس لئے اگر ملک کا بادشاہ نیک خصلت پارسا ہو تو پورا نظام بندگان خدا کی خدمت، بھلائی اور نیک کاموں میں

مصروف ہو جاتا ہے اور اگر معاملات اس کے بر عکس ہو تو وہ ملک ظلم و ستم، فتنہ وفساد اور ضلالت و گمراہی کے پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے، یہی حکمت حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیش نظر تھی جنہوں نے وقت کے بادشاہ کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے فرمایا ترجمہ سلطان روح کی مانند ہے اور رعایا جسم کی مانند، اس لئے اگر روح نیک ہوتی ہے تو جسم بھی صالح رہتا ہے اگر روح فاسد ہو جاتی ہے تو بدن میں بھی فساد پڑ جاتا ہے۔(67)

سید عبد الرحمان بلبل شاہ ترکستانی (م ۷۲۷ھ) پہلے صوفی مبلغ تھے جو وادی کشمیر میں وارد ہوئے، جنہیں شرف الدین اور بلال شاہ کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ فقہ حنفی کے پیروکار اور سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ تھے، جنہوں نے ذوالقدر خاں، تاتاری جنگجو کی لوٹ مار اور اس کے ہاتھوں وادی کی تباہی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور محسوس کیا کہ تبلیغ اسلام کے لئے یہاں کے حالات موزوں ہیں۔ اور ان کے کوششوں سے بدھ مت کے پیرو حاکم وینچن نے اسلام قبول کیا اور اپنے لئے سلطان صدر الدین کا لقب اختیار کیا۔ اس کے بعد جب آپ نے دعوت و تبلیغ کو مزید تیز کیا اور حاکم وقت کا تعاون بھی ساتھ رہا جس کی وجہ سے بہت ہی کم وقت میں دس ہزار افراد نے اسلام قبول کیا، اور سلطان نے سرینگر کے قرب وجوار میں کئی مساجد تعمیر کرائیں۔(68)

کشمیر میں دعوت واصلاح کے سلسلے میں دوسرا بڑا نام شاہ ہمدانی کا ہے جن کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا "شمالی مغربی سرحدی صوبے کو مستثنٰی کرتے ہوئے، حدود ہندوستان کے اندر جغرافیائی حساب سے کشمیر وہ حصہ ہے جو مذہبی اور ثقافتی حیثیت سے خالصۃً اسلامی ہے اور اسلام وہاں جبر واکراہ سے نہیں پھیلا بلکہ یہ بارآور پودا حضرت شاہ ہمدانی، جیسے نیک و کامل بزرگان دین کے پاک ہاتھوں کا لگایا ہوا ہے۔" ۳۷ہزار سے زائد افراد نے شاہ ہمدانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔(69)

نتائج

۱۔ اسلامی قانون کی روحانی تعبیر کے لئے اسلامی لٹریچر میں تصوف کی اصطلاح معروف ہے۔

۲۔ قرآنی تعلیمات اور فرامین رسول ﷺ سے ماخوذ عقائد، احکامات اور قوانین کے تحت صوفیہ کرام نے تعمیری اور پرامن معاشرے کی تشکیل کے لئے تزکیہ نفس کے انفرادی واجتماعی پہلو کی اہمیت کو قلمبند کیا ہے۔

۳۔ انبیائے کرام کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں سے تھا کہ وہ اللہ کے قوانین کی نفاذ کے ساتھ لوگوں کے تزکیہ نفس کا اہتمام فرماتے تھے۔

۴۔ اسلامی قانون اور تزکیہ نفس کی تشریح و توضیح کے تحت صوفیہ کرام ہمیشہ اعلیٰ اخلاق سے متصف ہونے کا درس دیتے رہے اور اخلاق رزیلہ کے معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی نقصانات کو اجاگر کرتے رہے۔

۵۔ صوفیہِ عظام اسلامی تعلیمات کو ہی اپنا اوڑھنا اور بچھونا بناتے ہیں اس لئے حکمِ باری تعالی ہے کہ ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو۔

۶۔ مسلمانوں کی تاریخ میں معتزلہ، خوارج اور دیگر گمراہ فرقوں نے جب اسلامی قانون کی من مانی تعبیر کی تو امام غزالیؒ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ جیسے نفوسِ پاک نے اسلامی قانون کی حقیقت کو خوب اجاگر کیا۔

۷۔ اسلامی قانون کی روحانی تعبیر کرنے والوں نے ہمیشہ ایسے لوگوں کی تردید اور مذمت کی جنہوں نے شریعت کی غلط تشریح کر کے طریقت کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کیا۔

سفارشات

۱۔ اسلامی قانون کی تدوین میں تزکیہِ نفس سے متعلق قرآنی آیات کی مستند تعبیرات کو اس منہج پر فروغ دیا جائے جو اصلاح معاشرہ کی تشکیل اور پاکستانی معاشرے کے پس منظر میں صوفیہ کے کردار اور عوامی سطح پر اس کے اثرات کو اجاگر کرے۔

۲۔ پر تشدد افکار ورجحانات کے سد باب کے لئے پاکستانی اقوام کے پس منظر میں ان کے مخصوص علاقائی صوفیہ کرام اور نیک سیرت لوگوں کے طرز عمل، ارشادت اور تعلیمات کو درسی کتب میں شامل کیا جائے۔

۳۔ دور حاضر میں مسلمانوں کے علم و عمل میں تضادات بڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب مغربی فتنوں کے یلغار کی وجہ سے ان میں دین بیزاری پیدا ہو رہی ہے اسلئے اجتماعی طور پر معاشرے کی اصلاح میں تزکیہ نفس کے عملی پہلو کو فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ قاسمی، عادل، اختر امام، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، بہار انڈیا، شعبہ تحقیق و تالیف جامعہ ربانی، ج اول، ص ۲۰۵

2۔ بخاری، سید عبدالرحمٰن، پیش لفظ از فقہ وتصوف، عبد الحق محدث دہلوی مترجم عبدالحکیم شرف قادری، الممتاز پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۳

3۔ محمد رمضان، تصوف کی حقیقت۔لغوی واصطلاحی تعریفات کے تناظر میں ،الاحسان، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ش ا، ص ۳۱

4۔ چشتی، یوسف سلیم، پروفیسر، تاریخ تصوف، لاہور علماء اکیڈمی پنجاب، ۱۹۷۶، ص ۹۹

5. Encyclopedia of America, USA, 1982,VoI:25,P:

6۔ محمد رمضان، تصوف کی حقیقت۔لغوی واصطلاحی تعریفات کے تناظر میں ،الاحسان، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ش ا، ص ۳۵

7۔ القرآن، ۸۷: ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷

8۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، تبیان القرآن فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، ج ۱۲، تحت سورہ اعلیٰ

9۔ محمد نعیم، ڈاکٹر حافظ، الاحسان، تزکیہ وتہذیب نفس۔صوفیہ کی آرا کا تجزیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015، ج ۴، ش ۴، ص ۱۲۸

10۔ القرآن، ۹۱: ۹، ۱۰

11۔ محمد نعیم، ڈاکٹر حافظ، الاحسان، تزکیہ وتہذیب نفس۔صوفیہ کی آرا کا تجزیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015، ج ۴، ش ۴، ص ۱۲۷

12۔ عبدالرحیم، ڈاکٹر حافظ، تزکیہ نفس اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات

13۔ عادل قاسمی، اختر امام، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، بہار انڈیا، شعبہ تحقیق و تالیف جامعہ ربانی، ج اول، ص ۱۶۴

14۔ القرآن، ۲: ۱۲۹

15۔ القرآن، ۲: ۱۵۱

16۔ القرآن، ۳: ۱۶۴

17۔ اصلاحی ، امین احسن، مولانا ، تزکیہ نفس ، ملک سنز تاجران کتب ، فیصل آباد ، سن ندارد، حصہ اول، ص ١٦

18۔ القرآن، ٧٩:١٧، ١٨

19۔ القرآن، ٩١:٩، ١٠

20۔ القرآن، ٨٧:١٤

21۔ عزمی، اختر حسین، ڈاکٹر، تزکیہ کے عام فہم اور قابل عمل تصور کا احیاء مولانا امین احسن اصلاحی کی فکر کی روشنی میں، القلم، جامعہ پنجاب، لاہور، 2007,ج ١١، ص ١٣٥

22۔ القرآن، ٢:٢١

23۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ٢٠٠٥، ج ١، تحت سورہ البقرہ

24۔ القرآن، ٨:٣٤

25۔ القرآن، ٢:١٩٤

26۔ القرآن، ٩:٧

27۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، شیخ الحدیث، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ٢٠٠٥، ج ١٢، تحت سورہ التوبہ

28۔ القرآن، ٢:١٥٢

29۔ القرآن، ٢٤:٣٧

30۔ القرآن، ٦٢:٢

31۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ٢٠٠٥، ج ١٢، تحت سورہ الجمعہ

32۔ مطلوب احمد، ڈاکٹر، تصوف از قرآن و حدیث، الاحسان، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ یونیورسٹی، فیصل آباد، ٢٠١٦، ش ٣، ص ١٧

33۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، حدیث نمبر 6407

34۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، مکتبہ البارز،مکہ ۱۴۱۷ھ ،كتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَار،باب فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ،:6855

35۔ ابن ماجہ ابو عبد اللہ، محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ ، دار الفکر، بیروت،۱۴۱۵ھ ،کتاب الزھد،بَابُ: ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ، حدیث:4260

36۔ مطلوب احمد،ڈاکٹر،تصوف از قرآن وحدیث،الاحسان،شعبہ علوم اسلامیہ و عربی ،گورنمنٹ یونیورسٹی،فیصل آباد، ۲۰۱۶، ش۳،ص ۲۸

37۔ باری، وقار، الثقافۃ الاسلامیۃ، اولیاءاللہ کے معاشرے پر دینی، عملی وسماجی اثرات, کراچی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، 2017،ج ۷ ۳، ش ۷ ۳، ص ۱۱۹

38۔ محمد نعیم ،ڈاکٹر حافظ ،الاحسان، تزکیہ وتہذیب نفس ،صوفیہ کی آرا کا تجزیہ ،جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015,ج ۴، ش، ص ۱۳۱

39۔ باری، وقار، الثقافۃ الاسلامیۃ، اولیاءاللہ کے معاشرے پر دینی، عملی وسماجی اثرات, کراچی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، 2017،ج ۷ ۳، ش ۷ ۳، ص ۱۱۹

40۔ محمد نعیم ،ڈاکٹر حافظ ،الاحسان، تزکیہ وتہذیب نفس ۔صوفیہ کی آرا کا تجزیہ ،جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015,ج ۴، ش ۴، ص ۱۳۱

41۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، تذکرۃ المحدثین، لاہور، فرید بک سٹال، 20۰۶، ص ۵۳

42۔ القرآن، ۲۱: ۴۷

43۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، تحت سورہ الانبیاء

44۔ القرآن، ۲۱: ۴۷

45۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث، ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، تحت سورہ الانبیاء

46۔ القرآن، ۲: ۲۸۱

47۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، تحت سورہ البقرۃ، آیۃ ۲۸۱

48۔ القرآن، ۳: ۳۰

49۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، تحت سورہ ال عمران

50۔ القرآن، ۲:۲۳۵

51۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ شیخ الحدیث ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۵، تحت سورہ البقرۃ

52۔ محمد نعیم، ڈاکٹر حافظ، الاحسان، تزکیہ و تہذیب نفس۔ صوفیہ کی آرا کا تجزیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ص ۱۳۰

53۔ باری وقار، الثقافۃ الإسلامیۃ، اولیاء اللہ کے معاشرے پر دینی، عملی و سماجی اثرات, کراچی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، 2017، ج۷۳، ش۷۳، ص ۱۲۳

54۔ محمد سلطان شاہ، پروفیسر ڈاکٹر، صوفیہ کرام اور تعلق بالرسول ﷺ کی مختلف جہتیں، الاحسان، فیصل آباد، جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۶، ص ۱۰۴

55۔ محمد سلطان شاہ، پروفیسر ڈاکٹر، صوفیہ کرام اور تعلق بالرسول ﷺ کی مختلف جہتیں، الاحسان، فیصل آباد، جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۶، ص ۱۰۴

56۔ ایضاً، ص ۱۰۵

57۔ ایضاً ص ۱۰۶

58۔ عمرانہ شہزادی، ڈاکٹر، الاحسان، سماجی رویوں کی تشکیل میں صوفیہ کا کردار، فیصل آباد، جی چی یونیورسٹی, 2015, ج۳، ش۳، ص ۳۸

59۔ ایضاً، ۳۹

60۔ ایضاً

61۔ ایضاً

62۔ عمرانہ شہزادی، ڈاکٹر، الاحسان، سماجی رویوں کی تشکیل میں صوفیہ کا کردار، فیصل آباد، جی چی یونیورسٹی, 2015, ج۳، ش۳، ص ۴۴۔

63۔ محمد نعیم، ڈاکٹر حافظ، الاحسان، تزکیہ و تہذیب نفس۔ صوفیہ کی آرا کا تجزیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2015, ج۴، ش۴، ص ۱۴۳

64۔ غلام شمس الرحمٰن، الایام، جنوبی ایشیاء کی مسلم تہذیب اور خانقاہی نظام، جامعہ کراچی، ۲۰۱۵، ج ۶، ش ۲، ص ۱۰۳

65۔ محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال، بال جبریل، لاہور، استقلال پریس، ۱۹۹۰، ص۴۹۸

66۔ جان ازہری، عبدالوہاب، الاحسان، پشتو شاعر عبد الرحمان بابا کے کلام میں تصوف کا رنگ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ش۶، ص ۵۲

67۔ محمد فراہیم، الایام، اورنگ زیب عالمگیر کی اصلاح میں خواجہ معصوم مجددی سرہندیؒ کا کردار، جامعہ کراچی، ۲۰۱۵، ج۶، ش۱، ص۱۱۶

68۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، وادی کشمیر میں صوفیاء کی تبلیغی کوششیں، ص ۳۵۳

69۔ انوار اقبال بحوالہ، محمد ریاض، ڈاکٹر،، وادی کشمیر میں صوفیاء کی تبلیغی کوششیں، ص ۳۵۶